موت، اسقاط حمل، ایڈز، اسکولوں میں جنسی تعلیم، منشیات اور مکانوں کی عدم دستیابی شامل ہیں۔ لاس اینجلز میں واقع یہ اسلامی سنٹر دوسرے مذہبی اور معاشرتی گروہوں کے ساتھ مل کر اخلاقی مسائل کے حل کے لیے کام کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

اسکولوں میں جنسی تعلیم سے متعلق The Minaret کے مقالے میں قدامت پسند پروٹسٹنٹ انجیلیوں کے حوالے نقل کیے گئے ہیں۔ لیکن اسلامک سنٹر کے چیئرمین نے Religion Watch سے باتیں کرتے ہوئے ان پروٹسٹنٹ انجیلیوں پر تنقید کی جو اسقاطِ حمل کے خلاف تو سرگرم ہیں مگر فحش نگاری کے خلاف اس طرح سخت نہیں ہیں۔

اسلامک سنٹر کے چیئرمین نے کہا کہ "مسلمان اپنا نظریۂ اخلاق دوسروں پر مسلّط کرنا نہیں چاہتے اور اسی طرح دوسروں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنی بداخلاقی ان پر مسلّط نہ کریں۔" عوامی مسائل کے بارے میں تشویش اور دوسروں کے ساتھ ربط و تعلق کی اہمیت کا عرب - امریکی مسلمانوں کو احساس سیاہ فام کمیونٹی کے اپنے ہم مذہب لوگوں کے ذریعے ہوا ہے۔" افریقہ نژاد امریکی مسلمان دوسروں سے، بالخصوص سیاہ فاموں کے چرچوں کے ساتھ "تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں۔ (رپورٹ: "ون ورلڈ" بحوالہ ماہنامہ "فوکس" - لیسٹر، اگست ۱۹۹۲ء)

مسلم ممالک میں احیائے اسلام کی تحریکیں اور امریکی مستشرقین

اسلامی اور عرب ملکوں سے بڑے پیمانے پر نقلِ مکانی کے باعث ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں مسلم شناخت بڑی تیزی سے نمایاں ہوئی ہے۔ گزشتہ سال ۲۵ جون ۱۹۹۱ء کو امریکی ایوانِ نمائندگان کا اجلاس مسلمان خطیب امام سراج وہاج کی دعا سے شروع ہوا تھا۔ امام سراج وہاج بروک لین نیویارک کی مسجد میں فریضۂ خطابت انجام دیتے ہیں۔ وہ ایوانِ نمائندگان میں دعا کی قیادت کرنے والے پہلے مسلمان عالم تھے۔

امام سراج وہاج نے دعا میں بین المذاہب تعاون اور ایک دوسرے کے احترام کی اہمیت پر زور دیا تھا۔ انہوں نے دعا میں التجا کی "اے اللہ! اس قوم کے رہنماؤں کی رہنمائی فرما تاکہ وہ تیرے نیک بندوں کی راہ اپنا سکیں، وہ راہ جو نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد ﷺ کی راہ ہے۔"

دعا کے لیے امام سراج کا نام ویسٹ ورجینیا کے نمائندہ کانگرس نے پیش کیا تھا، جنھوں نے بعد میں بتایا کہ "امام سراج وہاج منبر سے مسیحیوں سے مخاطب ہونے والے پہلے مسلمان ہیں۔ وہ اپنے گردونواح میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لیے مساوی خدمات انجام دے رہے ہیں اور ان کا ہفتہ وار ریڈیو پروگرام تمام مذاہب کے لوگوں میں یکساں مقبول ہے۔" (پندرہ روزہ "خبر و نظر" - جولائی ۱۹۹۱ء)

سیاسی سطح پر ایک کانگرس مین کے اس روّیے کے ساتھ اکا دکا مستشرقین نے بھی مسلم ممالک میں اسلامی احیاء اور نفاذ اسلام کے عمل کے بارے میں حقیقت پسندانہ نقطۂ نظر اختیار کیا ہے۔
۱۵ مئی ۱۹۹۲ء کو امریکہ کے انسٹی ٹیوٹ آف پیس کے ایک مذاکرہ (منعقدہ واشنگٹن) میں ان مواقع اور چیلنجوں پر غور کیا گیا جو مشرقِ وسطیٰ میں اسلام اور جمہوریت کے حوالے سے درپیش ہیں۔ سیمینار میں اس سوال کا بالخصوص جائزہ لیا گیا کہ کیا جمہوریت اور اسلام پہلو بہ پہلو چل سکتے ہیں۔ ایک اجلاس کے شرکاء نے اسلامی سوچ اور حکومتوں کے تنوّع کا ذکر کرتے ہوئے یہ رائے ظاہر کی کہ اسلام اور جمہوریت ہم آہنگ ہوسکتے ہیں۔ کئی شرکاء نے اسلامی سوچ اور اس کے تنوّع پر بحث کرتے ہوئے "بنیاد پرستی" کی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے الجھن محسوس کی، ان کا کہنا تھا کہ انہوں نے یہ اصطلاح کسی مناسب لفظ / اصطلاح کی عدم موجودگی کی وجہ سے استعمال کی ہے۔ بعض نے احیائے اسلام کو سیاسی اسلام یا اسلامی نشاۃ ثانیہ کی تحریک قرار دیا۔

اسلام اور مسلم دنیا پر متعدد کتابوں کے مصنف اور کالج آف ہولی کراس میں اسلامیات کے پروفیسر جان اسپوسیٹو نے کہا کہ "سیاسی اسلام سیاسی منظر کا حصہ ہے اور رہے گا۔ تاہم اسلامی دنیا میں سوچ اور حکومتوں میں تنوّع پایا جاتا ہے۔" انہوں نے اسلام اور جمہوریت میں مطابقت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ "اسلامی جمہوریت کے قیام کا عمل مشاورت اور اجتماعی اتفاق رائے کے تصوّر کے تحت جاری ہے" اور "اسلامی تحریکوں نے آمرانہ قیادتوں پر تنقید کرنے کے لیے جمہوریت ہی کو ذریعہ بنایا ہے۔" (پندرہ روزہ "خبر و نظر" - اسلام آباد، ۱۵ جون ۱۹۹۲ء)

پروفیسر جان اسپوسیٹو نومبر کے آغاز میں واشنگٹن میں ایک دوسری تقریب سے "اسلامی خطرہ: افسانہ یا حقیقت؟" کے موضوع پر خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے یہاں بھی زور دے کر کہا کہ "مسلم دنیا بہت وسیع ہے اور اس میں کافی تنوّع بھی ہے جس کے پیش نظر مغرب کے لیے ضروری ہے کہ وہ مسلم دنیا کے بارے میں عمومی پیمانے کا روّیہ قائم کرنے اور جامد تصوّرات اور پیشگی مفروضوں سے کام لینے سے گریز کرے۔"

ان کا کہنا تھا کہ "مغرب میں اسلام کے بارے میں بہت سے لوگوں کی معلومات ذرائع ابلاغ کے ذریعے کچھ خاص واقعات کی بنیاد پر ایک خاص زاویے سے پیش کی گئی تصویروں تک محدود ہیں۔ چونکہ اکثر و بیشتر یہ ذرائع ابلاغ دھماکہ خیز واقعات پر اپنی توجہ مرکوز رکھتے ہیں لہٰذا مسلم دنیا کو اکثر تنازعہ اور ٹکراؤ کے حوالے سے ہی دیکھا جاتا ہے۔"

"بنیاد پرستی" کی اصطلاح پر اظہار خیال کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ "یہ اصطلاح ایسی ہے کہ کبھی بہت بامعنی ہوتی ہے تو کبھی بے معنی۔ مسلمانوں کے لیے اس اصطلاح کا استعمال اس لحاظ سے غلط اور گمراہ کن بھی ہوسکتا ہے۔ یہ اصطلاح سب سے پہلے بیسویں صدی کی پروٹسٹنٹ ازم کی تحریک کے

دوران میں وضع کی گئی تھی جسے بعینہ مسلم دنیا پر منطبق نہیں کیا جا سکتا۔ مزید برآں اگر بنیاد پرستی کو عمومی مفہوم میں لیا جائے تو اسلام پر یقین و ایمان رکھنے والے تمام مسلمان بنیاد پرست ہیں کیونکہ وہ بہرحال اسلام کے بنیادی اصولوں پر عمل پیرا ہیں۔" (ہفت روزہ "تعمیرِ حیات" - لکھنؤ ۲۵ نومبر ۱۹۹۲ء)

ویٹیکن: مسلم رہنماؤں پر پوپ کی تنقید

گزشتہ ماہ کے آغاز میں پوپ جان پال دوم نے بنین سے اپنے دورۂ افریقہ کا آغاز کیا جو چند روز بعد سوڈان میں ختم ہوا۔ اس دورے میں اُنہوں نے سوڈان میں نفاذِ اسلام کی کوششوں پر بالخصوص گفتگو کی۔ دورے کے آغاز میں اُنہوں نے صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے مسلم رہنماؤں کو تنقید کا نشانہ بنایا جو "مسیحیوں پر اسلامی قانون تھوپ رہے ہیں۔ وہ حکومتِ سوڈان کو بارہا اس طرف توجہ دلا چکے ہیں کہ مسیحی برادری کو مبیّنہ طور پر ڈرایا دھمکایا جا رہا ہے۔ (رپورٹ: بی - بی - سی، ۴ فروری ۱۹۹۳ء)